عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (بنی اسرائیل)

قریب ہے کہ کھڑا کردے تیرا رب تجھے مقامِ محمود میں

265

ع الٰہی عاقبت محمود گرداں

الحمد للہ والمنۃ۔ کہ رسالہ

محمودیہ

جس میں لسان اللہ، حکیم الامت" امام ولی اللہ دہلویؒ کے ارشادات و
اور انقلابیت کی تعیین خود ان کی تصنیفات وغیرہ سے کی گئی ہے

از

امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

مع اردو ترجمہ مسمّٰی بہ

عبیدیہ

از شیخ بشیر احمد بی۔ اے، لودیانوی

ادارۂ حکمۃ اسلامیہ ۴۔ اردو بازار لاہور

بار دوم: ۱۰۰۰ سے شائع ہوا قیمت:۔ دو روپے پچاس پیسے

وکیف یقاتل من صدّہ عمّا یحتاج الیہ وکیف یساند ذکرہ الانثی عند الشبق ثم یتخذ ان عشا عند الجبل ثم کیف یتعاونان فی حضانۃ البیض ثم کیف یزقان الفراخ

وکذلک لکل نوع شریعۃ تنفث فی صدور افرادہ من طریق الصورۃ النوعیۃ

وکذلک الہم الانسان کیف یرتفق من ہذہ الضرورات غیر انہ الصم مع ہذہ اثلثۃ اشیاء تقتضی صورۃ النوعیۃ الرابیۃ علی کل نوع

احدہا الانبعاث الی شیء من رای کلّی فالبہیمۃ انما تنبعث الی غرض محسوس او متوہم من داعیۃ ناشئۃ من طبیعتہا کالجوع والعطش والشبق والانسان ربما ینبعث الی نفع معقول لیس لہ داعیۃ من طبیعۃ فیقصد ان یحصل لظلما صالحا فی المدینۃ او یکل خلقہ ویہذب نفسہ او یتقصّی من عذاب الاخرۃ او یمکّن جاہہ فی صدور الناس

الثانی انہ یضمّ مع الارتفاق الظرافۃ فالبہیمۃ انما تبتغی ما تشتہیہ لخلقتہا وتدفع حاجتہا فقط والانسان یرید ان تقرّ عینہ وتلذ

اور کیسے اس جانور سے لڑے جو اسے کسی ضروری چیز سے روکے اور کیسے جذبہ جنسی کے پیدا ہوتے کے وقت تر و مادہ ملیں پھر کسی اونچی جگہ پہاڑ میں گھونسلہ بنائیں اور پھر جب انڈے دے چکیں تو کیسے ان کو سیئیں اور جب بچے نکل آئیں تو کیسے ان کو چوگا دیں ؛

الغرض ہر ایک نوعِ حیوان کے لیے جداگانہ "شریعت" ہے، جو اس کی صورتِ نوعیہ کے ذریعے سے اس کے افراد کے سینوں میں ڈال دی جاتی ہے ؛

انسانیت کے تین خاص نکتے ایسے ہی انسان کو الہام کیا گیا کہ ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے کیا تدابیر اختیار کرے۔ البتہ چونکہ انسان کی فطرت عام حیوانات سے بلند تر ہے، اس لیے اس کی صورتِ نوعیہ کے تقاضوں کے مطابق اس کے لیے تین زائد چیزیں اضافہ کر دی گئی ہیں :-

(۱) اجتماعیت کا تخیل پہلا فرق اجتماعیت کے نقطۂ نگاہ سے کام کرنے پر آمادہ ہوتا ہے حیوان یا تو کسی ایسی غرض کے پورا کرنے کے لیے آمادۂ عمل ہوتا ہے جو صاف صاف محسوس ہوتی ہو یا ایسی غرض کے پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے جو اس کی طبیعت سے پیدا ہونے والے کسی جذبے یا داعیے کی جتائی ہوئی ہو جیسے بھوک، پیاس، جذبہ جنسی وغیرہ۔ مگر انسان اکثر ایسے منافع حاصل کرنے کی بھی کوشش کرتا ہے جو اس کی عقل اس کے لئے مفید ہونے کا فتویٰ دیتی ہے اور جو قبیلہ والی کی طبیعت کا تقاضا نہیں ہوتا چنانچہ وہ کبھی شہر میں اچھا نظام پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے کبھی اپنے اخلاق کی تکمیل یا تہذیبِ نفس کی کوشش کرتا ہے یا مرنے کے بعد کے عذاب سے بچنے کی کوشش کرتا ہے یا یہ کوشش کرتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اپنا دبدبہ بٹھائے ؛

(۲) حسنِ جمال دوسری بات یہ ہے کہ وہ ہر ایک ارتفاق کے ساتھ ظرافت و آراستگی کا اضافہ کرتا ہے۔ حیوان صرف وہ چیز حاصل کرتا ہے جس سے صرف اس کی حاجت پوری ہوتی ہو یا حاجت براری ہوتی ہو لیکن انسان چاہتا ہے کہ نہ صرف اس کی حاجت پوری ہو بلکہ اس چیز سے اس کی آنکھوں کو

نفسہ زیادۃ علی الحاجۃ فیطلب زوجۃً جمیلۃً وطعاماً لذیذاً وملبساً فاخراً ومسکناً شامخاً۔

والثالثُ انہ یوجد منہم اھل عقل ودرایۃ لیستنبطون الاسرار تفاقات الصالحۃ ویوجد منہم من یختلج فی صدرہٖ ما اختلج فی صدر اولئک ولکن لایبتطیع الاستنباط فاذا رای من الحکماء وسمع ما استنبطوہ تلقاہ بقلبہ وعض علیہ بنواجذہ لسما وجدہ موافقا لعلمہ الاجمالی

(فصل) فرب انسان یجوع ویظماء فلا یجد الطعام والشراب فیقاسی الما شدیداً حتّٰی یجدھما فیحاول ارتفاقاً بازاء ھذہ الحاجۃ ولا یھتدی سبیلاً ثم یتفق ان یلقی حکیما اصابہ ما اصاب ذلک فتعرف الحبوب الغاذیۃ واستنبط بزرھا وسقیھا وحصادھا ودیاسھا وتذریتھا وحفظھا الی وقت الحاجۃ واستنبط حفر الابار للبعید من العیون والانھار واصطناع القلال والقرب والقصاع فیتخذ ذلک بابا من الارتفاق

ٹھنڈک اور نفس کو لذت بھی حاصل ہو چنانچہ وہ بیوی چاہتا ہے، جو حسین بھی ہو، کھانا چاہتا ہے، جو لذیذ بھی ہو، لباس چاہتا ہے جس پر وہ فخر کر سکے اور مکان چاہتا ہے، جو عالیشان بھی ہو۔

(۳) مادۂ ایجاد و تقلید

تیسری بات یہ ہے کہ اجتماع انسانی میں بعض اہل عقل و فہم پائے جاتے ہیں جو حاجات پوری کرنے کے اچھے سے اچھے ارتفاقات ایجاد کرتے رہتے ہیں اور بعض ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جن کے دلوں میں بعض چیزیں خلجان تو پیدا کرتی ہیں لیکن ان کے پورا کرنے کے طریقے ایجاد نہیں کر سکتے۔ ایسے لوگ جب حکماء کو کوئی بات کرتے دیکھتے ہیں یا ان کی کسی ایجاد کا حال سنتے ہیں تو اسے اپنے علم اجمالی کے مطابق پا کر اسے دل و جان سے پسند کرتے ہیں اور اسے نہایت پختگی کے ساتھ اختیار کر لیتے ہیں۔

فصل

ارتفاقات کی پیدائش

چنانچہ انسان کو اکثر بھوک پیاس ستاتی ہے مگر اسے کھانے پینے کو کچھ نہیں ملتا۔ وہ بہت سخت تکلیف محسوس کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ کھانے پینے کی کوئی چیز پا لیتا ہے۔ اب وہ کوشش کرتا ہے کہ یہ حاجات پورا کرنے کے آسان طریقے دریافت کرے۔ مگر کوئی راہ نہیں پاتا۔ پھر اتفاقاً کسی دانشمند سے ملتا ہے۔ جسے کسی وقت ایسی ہی مشکل پیش آئی تھی۔ پھر اس نے غذائی دانے دریافت کیے اور انہیں بوتے، آبپاشی کرتے، انہیں کاٹتے، گاہتے، بھوسے سے دانے الگ کرتے اور ضرورت کے وقت تک محفوظ کرنے کے طریقے معلوم کیے۔ ایسے ہی کسی حکیم نے ان لوگوں کے لیے جو چشموں اور ندیوں سے دور بستے ہیں۔ کوئیں کھودنے اور مشکے مشکیزے، پیالے وغیرہ بنانے کے طریقے ایجاد کیے ہوں اس طرح ایک ضرورت کے پورا کرنے کا طریقہ اختیار کر لیا جاتا ہے۔

رفصل ثم انه یقضم المحبوب کما هی فلا تهضم فی معدته ویرتع الفواکه نیئة فلا تهضم فیجاول شیئا بان لو هذه فلا یهتدی سبیلا فیلقی حکیما استنبط الطبخ والقلی والطحن والخبز فیتخذ ذلک بابا بابا اخر وقس علی ذلک حلجاته کلها والمستبصر لیشهد عنده لما ذکرنا احد و کثیر من المرافق فی البلدان بعد ما لم تکن فمضی علی ذلک قرون ولم یزالوا یفعلون ذلک حتی اجتمعت جملة صالحة من العلوم الالهامیة المؤیدة بالمکتسبة ونشبت علیها نفوسهم وعلیها کان محیاهم ومماتهم

رفصل[1] بالجملة فحال الالهامات الضروریة مع هذه الاشیاء الثلثة کمثل النفس اصله ضروری بمنزله حرکة النبض وقد انضم سعة الاختیار فی صغر الانفاس وکبرها ولما کانت هذه الثلثة لا توجد فی جمیع الناس سواء لاختلاف امزجة الناس وعقولهم الموجبة للانبعاث من رای کلی ولحب الظرافة ولاستنباط الارتفاقات والافتراء فیها ولاختلافهم فی التفرع للنظر ونحو ذلک من الاسباب کان للارتفاقات حد ان

[1] حجة الله البالغة جلد اول صـ ۳۹

فصل

ایسے ہی کسی شخص نے دانتے چبائے یا کوئی کچا پھل کھا لیا تو وہ ہضم نہ ہوا اس سے لامحالہ تکلیف ہوئی، اب اس نے کوشش کی کہ اس تکلیف کو دور کرنے کا کوئی آسان طریقہ دریافت ہو جائے لیکن اسے کوئی راہ نہ ملی۔ اس کے بعد اسے کوئی عقلمند مل گیا جس سے پکانے، بھوننے پیسنے اور روٹی پکانے کے طریقے ایجاد کیے تھے۔ یہ اس کے لیے ایک اور راستہ بن گیا۔ ایسے ہی دوسری تمام حاجات کے متعلق قیاس کر لینا چاہیے۔ اور عقلمند آدمی غور کرے گا تو وہ دیکھے گا کہ جیسے ہم ذکر کر چکے ہیں، شہروں میں بعض ارتفاقات نہیں ہوتے۔ پھر وہاں وہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس طرح صدیاں گزر جانے سے اس قسم کے الہامی علوم کا اچھا خاصہ مجموعہ جمع ہو جاتا ہے جو تجربے کی کسوٹی پر صحیح اترتا ہے۔ لوگ ان مرافق — ارتفاقات — پر عمل کرتے ہیں اور انہی پر زندگی بسر کرتے ہوئے مر جاتے ہیں۔

فصل

مختصر یہ کہ الہامات ضروری (ارتفاقات)، مذکورہ بالا تین باتوں کے ساتھ مل کر انسان کے لیے ایسے ہیں، جیسے مطلق سانس لینا جو نبض کی حرکت کی طرح لازم اور ضروری ہے لیکن اس کے ساتھ سانس کے چھوٹا بڑا کرنے کا اختیار ہمیں حاصل ہے۔

اختلاف ارتفاقات کے اسباب ظاہر ہے کہ لوگوں کے مزاج مختلف ہوتے ہیں ان کی عقل بھی ایک جیسی نہیں ہوتی کہ راسخے علمی جب جمال اور ارتفاقات کی ایجاد کرنے یا ان کی تقلید کرنے کی قابلیت یکساں ہو اور نہ ہر ایک انسان کو یکساں فراغت حاصل ہوتی ہے کہ وہ ان باتوں پر غور کر سکے۔ ان اسباب اور اس قسم کے دیگر اسباب کی وجہ سے مذکورہ بالا تینوں خصائص سب انسانوں میں یکساں نہیں پائے جاتے۔

Marfat.com

الاوّل هوالذی لایمکن ان یتفک عنه اهل الاجتماع القاصرة کاهل البدو وسکّان شواهق الجبال والنواحی البعیدة من الاقالیم الصالحة وهوالذی نسمیه بالارتفاق الاوّل ؛

والثانی ما علیه اهل الحضر والقری العامرة من الاقالیم الصالحة المستوجبة ان یتشأ فیها اهل الاخلاق الفاضلة والحکماء فانه کثرهنالک الاجتماعات وازدحمت الحاجات وکثرت التجارب فاستنبطت سنن جزیلة وعضوا علیها بالنواجذ

والطرف الاعلی من هذا الحضر مایتعاطاه الملوک اهل الرفاهیة الکاملة الذین یرد علیهم حکماء الامم فینتحلون منهم سننًا صالحةً وهوالذی نسمّیه بالارتفاق الثانی ؛

ثمّ لمّا کمل الارتفاق الثانی، اوجب ارتفاقًا وذلک انهم لما دارت بینهم المعاملات وداخلها الشح والحسد والمطل والتجاحد تشأت بینهم خصومات وملافات ومنازعات وانهمرت فیهم من تغلب علیه الشهوات الردیئة او یجعل علی الحیرة

لہ ایضاً ص ۳۹ ؎ ایضاً ص ۳۹

ارتفاق کی دو حدیں اس لیے ارتفاق کی دو حدیں ہو جاتی ہیں :-

ارتفاق اوّل پہلی حد تو وہ ہے جس سے کوئی چھوٹی سے چھوٹی سوسائٹی بھی خالی نہیں ہوتی مثلاً صحرائی دیہات، پہاڑی بستیاں اور معتدل علاقوں سے دور بسنے والے لوگ۔ اسے ہم ارتفاق اوّل قرار دیتے ہیں ؛

ارتفاق دوم شہروں میں بسنے والوں اور معتدل علاقوں کے قصبات میں بسنے والوں میں عموماً اچھے اخلاق و عادات کے لوگ اور حکماء پیدا ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہاں لوگ بہت بڑی تعداد میں جمع ہوتے ہیں اور حاجتیں زیادہ پیش آتی ہیں اور تجربے زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لیے وہاں اچھے اچھے طور طریقے ایجاد ہوتے رہتے ہیں اور لوگ ان پر پختگی کے ساتھ عمل پیرا ہونے لگتے ہیں ؛

اس ارتفاق کی حد اعلیٰ وہ ہے جس پر بادشاہ اور امراء یعنی رفاہیت کاملہ والے لوگ عمل کرتے ہیں، جن کے پاس قوم قوم کے حکماء آتے جاتے ہیں۔ اور وہ ان حکماء سے اچھے اچھے طریقے سیکھتے رہتے ہیں۔ اسے ہم ارتفاق دوم کہتے ہیں ؛

ارتفاق سوم جب ارتفاق دوم پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا تو اس سے لامحالہ ارتفاق سوم پیدا ہو گیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کہ جب لوگوں کے درمیان کثرت سے لین دین ہونے لگتا ہے تو ان میں کنجوسی اور حسد پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اپنے قرض ادا کرنے میں سستی سے کام لینے لگتے ہیں۔ یا بالکل انکار کر دیتے ہیں۔ اسی طرح ان میں شدید اختلافات اور جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگ پیدا ہونے لگتے ہیں جن پر ادنیٰ خواہشیں غالب ہوتی ہیں یا قتل اور لوٹ مار پر جری ہوتے ہیں ؛

Marfat.com

فى القتل والنهب وانهم كانت لهم ارتفاقات مشتركة التقم
لايطيق واحد منهم اقامتها ولاتشتمل عليه اولاتسمح
نفسه بها فاضطروا الى اقامة ملك يقضى بينهم بالعدل
ويزجر عاصيهم ويقاوم حربيهم ويجبى منهم الخراج
ويصرفه فى مصرفه

واوجب الارتفاق الثالث ارتفاقا البعا وذلك انه لما
انقرض كل ملك بمدينته وجبى اليه الاموال والتضم اليه
الابطال وداخلهم الشح والحرص والحقد تشاجروا
فيما بينهم وتقاتلوا فاضطروا الى اقامة الخليفة او
الانقياد لمن تسلط عليهم من تسلط الخلافة الكبرى

واعنى بالخليفة من يحصل له الشوكة ما يرى معه كالممتنع
ان يسلبه رجل اخر ملكه اللهم بعد اجتماعات كثيرة
وبذل اموال خطيرة لايتمكن منها الاواحد فى
القرون المتطاولة

ويختلف الخليفة باختلاف الاشخاص والعادات واى
امة طبائعها اشد واحد فمتى احرج الى الملوك والخلفاء ممن
هى دونها فى الشح والشحناء ونحن نريد ان ننبهك

نیز یہ بھی ہوتا ہے کہ ایسے مشترک فائدے کے ارتفاقات پیدا ہو جاتے ہیں کہ ایک شخص اکیلا قائم نہیں کر سکتا یا ان کی اقامت ایک شخص کے لیے آسان نہیں ہوتی یا اس کا جی نہیں چاہتا کہ وہ سب کی بجائے مصیبت میں پڑے۔ لامحالہ بادشاہ کی ضرورت پڑتی ہے جو ان کے درمیان عدل کے ساتھ فیصلے کرے۔ اور جو لوگ قانون شکنی کریں انہیں تنبیہ کرے اور جو جرم کرنے میں زیادہ جرأت سے کام لے اس کا مقابلہ کرے اور خراج وصول کر کے اسے صحیح مصرف میں لگائے ؛

ارتفاق چہارم ارتفاق سوم کا لازم نتیجہ ارتفاق چہارم ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب ہر ایک بادشاہ اپنے اپنے شہر میں قائم ہو گیا، ٹیکس جمع ہو کر اس کے پاس آنے لگے، قوم کا نوجوان طبقہ اس کے ساتھ مل گیا، تو ان بادشاہوں کے درمیان نخیلی۔ حرص اور کینہ پیدا ہونے لگ گیا۔ اور آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے۔ بلکہ جنگ تک نوبت پہنچ گئی۔ اب خواہ مخواہ ضرورت پیش آئی کہ ان بادشاہوں کے اوپر ایک خلیفہ قائم ہو یا کوئی ایسا شخص ان پر مسلط ہو جس کی وہ اسی طرح اطاعت کریں جیسے خلافت کبریٰ کی اطاعت کی جاتی ہے ؛

خلیفہ سے میری مراد وہ شخص ہے، جسے ایسی شوکت اور دبدبہ حاصل ہو جس کے ہوتے ہوئے، یہ ناممکن ہو کہ کوئی دوسرا شخص اس سے اس کی بادشاہی چھین لے، سوائے اس کے کہ کوئی شخص بہت ہی زبردست اجتماع پیدا کر لے اور بے شمار مال و دولت خرچ کر سکے جو صدیوں میں شاید کسی سے ممکن ہو ؛

قومی مزاج اور خلافت خلیفہ بھی ویسا ہی ہونا چاہیئے جیسا اجتماعی مزاج اور عادات ہوں، مثلاً جس گروہ کی عادتیں سختی پسند اور حدت والی ہوں۔ اسے جو خلیفہ یا بادشاہ درکار ہے، وہ اس سے مختلف ہو گا جو ایک بخیل اور بغض پسند قوم کے لیے ہونا چاہیئے ہم چاہتے ہیں کہ ان ارتفاقات کے اصول سے تمہیں آگاہ کریں ؛

Marfat.com

علی اصول ھذہ الارتفاقات کما اوجبہ عقول الاھم الصالحہ
ذوی الاخلاق الفاضلۃ واتخذوہ سنۃ مسلمۃ لایختلف
فیھا اقاصیھم ولا ادانیھم انتھی

فائدہ:- قال فی البدر والبازغۃ:-

فصل فی بیان حقائق الارتفاقات الاربعۃ
بالاجمال واستخراج اقسامھا

من عنایۃ الرحمٰن بنوع الانسان ان اودع فیھم دواعی
الاکل والشرب کی یتقوم بھما ابدانھم ودواعی الجماع کی
ینتظم بھا التناسل فیبقی النوع الی زمان انقضائھا او
ان اوحی الیھم اتخاذ المساکن والدفاء والانسان متوارد ببنی
جنسہ علی تلک الحاجات مع ما جبل علیہ من ترفع وزیادۃ
فی کل خلق فانجبار ھا بان یتخذ کل ما دعا الیہ داعیہ
حسب ما یناسب نوعہ ھو الارتفاق الاول کالزرع والاستنانۃ
وکالکلایۃ المقطع وکتعین امرأۃ لایزاحمہ فیھا احدٌ
ثم انہ ترکبت اخلاق الانسان وعلومہ المجبول علیھا
وعلومہ التی اقتضاھا بالتجربۃ وانظرافۃ الترفہ والرای
الکلی بالارتفاق الاقل -

Marfat.com

یہ وہ اصول ارتفاقات ہیں جو بلند اخلاق، صالح اقوام کی عقلوں نے تجویز کئے ہیں، اور جنہیں ان اقوام نے بطور رسم پختگی کے ساتھ اختیار کر لیا۔ ان سے کوئی چھوٹا بڑا شخص اختلاف نہیں کرتا۔

فائدہ مہمہ ۱۷: حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ "بدور بازغہ" میں رقمطراز ہیں کہ :-

فصل: ارتفاقات اربعہ کا مختصر بیان اور اس امر "بدور بازغہ" میں بحث ارتفاقات کا بیان کہ ان کی قسمیں کس طرح بنتی ہیں:

خداوند رحمٰن کا بنی نوع انسان کے متعلق خاص ارادہ ہوا کہ اس نے ان میں کھانے پینے کی احتیاجات رکھیں تاکہ ان دونوں سے ان کے بدن بنیں۔ اور ان میں جذبہ جنسی رکھا تاکہ اس کے ذریعے سے نسل بڑھے۔ اور اس کی نوع پورے زمانے کے گزرنے تک باقی رہے اللہ تعالیٰ کا اس کے متعلق یہ بھی ارادہ ہوا کہ اس نے انسان کو رہنے سہنے اور گرمی سردی سے بچنے کے لیے مسکن بنانا الہام کیا۔ تمام افراد انسانی باوجود یکہ وہ انفرادی طور پر اخلاق میں ایک دوسرے سے کمی یا زیادتی رکھتے ہیں۔ یا ان سامان حاجات میں سب برابر ہیں۔

ارتفاق اوّل ان حاجات کو انسانی نوع کی مناسبت کے اعتبار سے ان کے داعیے کے مطابق پورا کرنا ارتفاق اوّل کہلاتا ہے مثلاً کھیتی باڑی کرنا دوسروں سے مدد طلب کرنا لفظوں کو جوڑ کر بات کرنا۔ زوجہ کا معین کرنا کہ کوئی اور شخص اس تعلق میں دخل نہ دے۔

ارتفاق دوم اس کے بعد انسان کے اخلاق اور اس کے قبلی علوم اور وہ علوم جو اس نے تجربے سے حاصل کیے اور جذبہ عمال اور نزاکت پسندی اور ان سے متعلق ارتفاق اوّل کے معمولات کے ساتھ ترکیب پانے لگے۔

Marfat.com

فامتلاء لصورۃ حاجۃ الی ان یبعث الارتفاق الاول علی ابتداع
تناسب هذه الامور حتی انه لو لم یتعهد علیها کانت فیه
خزانۃ وانحجام نفس وتالم بحسب عدم مصادفۃ النفس مایوافقه
بحسب هذه الامور فانجبار هذه الحاجۃ هو الارتفاق الثانی ولایتجرد
له النفس الا اذا تخلصت عن الجوع والعطش والشبق وسائر مایعرّضه
بالاضطرار الی الارتفاق الاوّل والثانی

والارتفاق الثانی ینحصر علومه بالاستقراء فی حکم خمس:
حکمۃ معاشیۃ وحکمۃ التسابیۃ وحکمۃ منزلیۃ وحکمۃ
تعاملیۃ وحکمۃ تعاونیۃ

ثم انضم هذه الاصول من الارتفاق الثانی باخلاق الانسانیۃ
الصالحۃ والطالحۃ فحدثت حاجۃ اخری فانجبرت بالارتفاق
الثالث وذلک ان الانسان بحسب هذه الاصول یجب علیه
التمدن اذ حقیقۃ المدینۃ لیست السور والاسواق والعمارات
الرفیعۃ وانّما هی نوع ارتباط بین جماعات من الانسان وقد
اوجبت هذه الاصول الارتباط بالضرورۃ والجماعات
بحسب تلک المساوات والمعاملات صارت شخصًا واحدًا

له ایضاً ص۵۰

اور صورت ایسی پیدا ہونے لگی کہ ارتفاق اوّل کی بنیاد ایسے اوضاع پر رکھی جانے لگی جو مذکورہ بالا امور کے موافق ہوں۔ یہاں تک کہ ایک وقت آیا کہ یہ محسوس کیا جانے لگا، کہ ارتفاقِ اوّل کا جو معمول ان امور پر مبنی نہ ہو۔ اس میں ایک قسم کی کمی پائی جاتی ہے اور نفس اُسے قبول کرنے سے انکار کرتا ہے اور کدورت یا تکلیف محسوس کرتا ہے، کیونکہ نفس کا یہ خاصہ ہے کہ جو چیز ان امور کے موافق نہ ہو۔ اُسے قبول نہیں کرتا۔ اس حاجت کا پورا کرنا ارتفاق دوم کہلاتا ہے لیکن نفس انسانی اس درجۂ ارتفاق کو پوری توجہ اور انہماک سے حاصل نہیں کر سکتا، جب تک وہ بھوک، پیاس اور جذبۂ جنسی اور ارتفاق اول کی دوسری اضطراری حاجات سے فارغ نہ ہو لے۔

ارتفاق دوم کے علوم پانچ حکمتوں میں منحصر ہیں:۔

حکمتِ معاشیہ۔ حکمتِ اکتسابیہ۔ حکمتِ منزلیہ۔ حکمتِ تعاملیہ اور حکمتِ تعلیمیہ۔

ارتفاقِ سوم اس کے بعد ارتفاقِ دوم کے یہ اصول انسانیت کی اچھی یا بری حالت کے ساتھ جمع ہوئے تو ایک اور حاجت پیدا ہو گئی جس کے پورا ہونے کا نام ارتفاق سوم ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ان اصول کے مطابق انسان کے لئے طبعاً ضروری ہے کہ وہ شہر بنا کر رہیں۔ شہر کی حقیقتِ اصلی فصیل، بازار اور اونچی عمارتیں نہیں ہے ——— بلکہ اس سے مراد وہ ربط اور تعلق ہے جو مختلف اجتماعات انسانی میں پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا اصول لامحالہ انسانی جماعتوں کے درمیان ربط اور تعلق قرار دیتے ہیں اور ان کے باہمی ربط اور ایک دوسرے کی مدد کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ لین دین کرنے کی وجہ سے رفتہ رفتہ شخص واحد" کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔

له وحدة معنوية وله صحة ومرض اما الاسباب خارجية
واما الاسباب داخلية فلابد للمدبر بيد من طبيب يحفظ
الصحة ما استطاع ويعالجه اذا مرضت والطبيب هو
الامام باعوانه فهذا هو الارتفاق الثالث

(فصل) ثم لما انضم اصول هذه الارتفاق بالطبائع الانسانية
حدثت حاجة اخرى فانجبرت بالارتفاق الرابع

وذلك ان المدن الكثيرة[1] تتحل من فساد ومقاتلات ومشاجرات
وحقد وامراض لاتتيسر لها العلاج فى نفسها فاحتاجوا الى طبيب
واوحد الكثرات فهذا هو الارتفاق الرابع ويتشرحه والفساد
ثم بنظام العالم

فالارتفاق الاول مبنى على ارتفاق البهائم فزاد عليه بصفاء و
اتصال وبطانة وظراقة كمثل ابتناء المعاون على الموالید والثانی
مبنی على الارتفاق الاول فزاد عليه صفاء صلابة
وبطانته وظراقة كمثل ابتناء النبات على المعاون والثالث
مبنی على الارتفاق الثانی كمثل ابتناء الحيوان على النبات
والرابع مبنی على الارتفاق الثالث كمثل ابتناء الانسان
على الحيوان

---

[1] ایضاً ص۱۵

Marfat.com

یہ وحدتِ معنوی ہوتی ہے۔ اور اب یہ شخص" یعنی شہر بھی کبھی تندرست ہوتا ہے اور کبھی بیمار ——— اور اس کی بیماری کے اسباب کبھی اندرونی ہوتے ہیں کبھی بیرونی لامحالہ شہر کے لیے ایک ایسے سبیب کی ضرورت ہے جو حتی الامکان اس کی صحت قائم رکھے۔ اگر وہ "بیمار" پڑ جائے تو اس کا علاج معالجہ کرے۔ یہ طبیب کون ہے؟ وہ امام اور اس کے ساتھیوں کا مجموعہ ہے۔ اسے ارتفاق سوم کہتے ہیں ؛

فصل

ارتفاق چہارم اب ارتفاق سوم کے اصول کو انسانوں کی عام طبیعتوں کے ساتھ ملاؤ تو ایک اور ضرورت پیش آجاتی ہے، اس کے پورا کرنے کا نام ارتفاق چہارم ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب شہروں کی تعداد بڑھ جاتی ہے، تو اُن کے مابین فساد، خونریزیاں، جھگڑے، کینے وغیرہ امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ شہر خود تو ان بیماریوں کا علاج نہیں کر سکتے۔ اس لیے ایک طبیب الاطباء کی ضرورت ہوتی ہے اور ایک ایسے وجود کی حاجت ہوتی ہے جس میں ان سب شہروں کی کثرت مل کر ایک ہو جائے (یعنی ایک ایسے مرکزی نظام کی ضرورت ہے جس کے ماتحت یہ سب شہر مل کر ایک قانون کے ماتحت زندگی بسر کریں) یہ ارتفاقِ چہارم ہے۔ اس کی تشریح و توضیح کے ساتھ نظام عالم تکمیل کو پہنچ گیا ؛

ارتفاقات کی بنیاد ارتفاق اوّل اصل میں حیوانی زندگی ہی کی ایک شکل ہے جس میں قدرے صفائی، اتصال، لطافت اور آراستگی پیدا ہو گئی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھو جیسے ذرات سے مل کر مادے کی مختلف شکلیں بن گئیں ارتفاق دوم ارتفاق اوّل پر مبنی ہے جس میں صفائی، پختگی، لطافت اور جمال پیدا ہو جانے سے یہ پیدا ہو گیا ہے۔ جیسے بے جان مادے سے اوپر کی منزل میں نباتات ظہور میں آئے اور ارتفاقات کی تیسری منزل اس کی دوسری منزل پر مبنی ہے۔ جیسے نباتات سے ترقی پا کر حیوانات بن گئے اور ارتفاقات کی چوتھی منزل ارتفاقات کی تیسری منزل پر مبنی ہے۔ جیسے انسان حیوان ہی کی ترقی یافتہ شکل ہے ؛

Marfat.com

واعلم[1] ان الامر تفاق الاول مندرج تحت امر تفاق البہائم والفرق بینہما فرق اجمال وتفصیل وہکذا الثانی بالنسبۃ الی الاوّل وہلم جرًا۔

واذا معنا فی تصویر ہذہ الامر تفاقات باحکامہا وعلومہا فلا تغفلن عن نکتتین احدٰہما انا نذکر صورۃ ولا نرید بہا بخصوصہا بل ایاہا ومایماثلہا ویقاربہا مما یصحبہ القواعد الکلیۃ التی علّمناہا وتختلف بحسب علوم کل قوم وعاداتہم بعد دخول تلک القواعد، والثانیۃ ان میزان الامر تفاق الاول ہو حاجۃ کل محتاج من بنی ادم من قبل طباعہ ومیزان الثانی ہذا الامر تفاق الاوّل مع العلوم التجاریۃ والاخلاق الصحیحۃ وعلی ہذا القیاس اہ

فائدہ ۱۸[2] قال الامام ولی اللہ فی حجۃ اللہ البالغۃ

اعلم ان الامر تفاقات لا تخلو عنہا مدینۃ من الاقالیم المعمورۃ ولا امۃ من الامم اہل الامزجۃ المعتدلۃ والاخلاق الفاضلۃ من لدن ادم علیہ السلام الی یوم القیمۃ واصولہا مسلّمۃ عند الکل قرنا بعد قرن وطبقۃ بعد طبقۃ لم یزالوا ینکرون

[1] ایضاً ص۵۱ [2] جلد اول ص۴۸ سطر ۱۸

Marfat.com

واضح رہے کہ ارتفاق اول ارتفاق حیوانی ہی کی ذیل میں آتا ہے۔ فرق صرف تفصیل اور اجمال کا ہے یہی نسبت ارتفاق دوم کی اول سے اور سوم کی دوم سے اور چہارم کی سوم سے ہے ؛

ارتفاقات میں اتحادِ اقوام

ان ارتفاقات کے احکام اور علوم کی تصویر پر غور کرتے ہوئے دو باتیں فراموش نہیں کر دینی چاہئیں ایک تو یہ کہ ہم ارتفاق کی کوئی شکل بیان کریں تو اس سے ہمیشہ وہ مخصوص شکل مراد نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ خاص شکل بھی مراد ہوگی اور اسی قسم کی شکلیں بھی جو اس کے مشابہ اور قریب ہوں۔ جن پر وہ قواعد کلیہ جو ہم سمجھا رہے ہیں صادق آتے ہوں۔ کیونکہ ایک ہی ارتفاق مختلف اقوام میں ان کے علوم اور عادات کے مطابق مختلف شکلیں اختیار کر لیتا ہے۔ رہا یہ ہمہ وہ سب شکلیں قاعدۂ کلی کے ماتحت آجاتی ہیں ؛

دوسری بات یہ ہے کہ ارتفاقِ اول کا معیار وہ حاجتیں ہیں جو تمام انسان طبعی طور پر محسوس کرتے ہیں اور ارتفاقِ دوم کا معیار یہ ابتدائی طبعی حاجتیں مع علوم تجربی اور اخلاق صحیحہ ہیں۔ علی ہذا القیاس ؛

فائدہ شانزدہم ۱۸

حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ :۔

ارتفاقات تمام اقوام میں پائے جاتے ہیں

واضح رہے کہ انسانی آبادی کا کوئی شہر اور دنیا کی معتدل مزاج عمدہ اخلاق اقوام میں سے کوئی قوم حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر قیامت تک ان ارتفاقات سے خالی نہیں رہ سکتی۔ اور ان کے اصول ان تمام اقوام میں ہر زمانے میں اور ہر طبقے میں مسلّم رہے ہیں۔ بلکہ جو شخص ان اصولوں سے روگردانی کرے اس کی سخت مخالفت

Marfat.com

علی من عصاها اشد نکیر ویرونها امورا ایر نیہیّۃ من
شدّۃ شہرتہا۔
ولا یصدنک عما ذکرنا اختلاف فہم فی صور الارتفاقات
وتروعہا فانتقوا مثلاً علی ازالۃ قتن المولی وستر
سواتہم ثم اختلفوا فی الصور فاختار بعضہم الدفن
فی الارض وبعضہم الحرق بالنار ولا یصدنک ایضاً
مخالفۃ طائفتین احدہما البلہ الملتحقون بالبہائم
ممن لا یشک الجمہور ان امزجتہم ناقصۃ وعقولہم مختل
وصار والیستدلون علی بلاہتہم بما یرون من عدم تقییدہم
انفسہم تلک القصود والثانیۃ الفجّار الذین لو تصح ما فی قلوبہم
ظہر انہم یعتقدون الارتفاقات لکن تغلب علیہم فیعصون کما
شاہد بین علی انفسہم بالفجور یزنون ببنات الناس واخواتہم
ویزنی ببناتہم واخواتہم کادوا
یتمیزون من الغیظ ویعلمون قطعاً
ان الناس یعیبہم ما صاب
اولاء وان اصابۃ ہذہ الامور

Marfat.com

کی جاتی ہے۔ یہ اقوام عالم میں اتنے شہرت پذیر ہو چکے ہیں کہ اب یہ جملہ اقوام کے نزدیک ایسے امور کا درجہ حاصل کر چکے ہیں جن کے لیے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہوتی ؛

اصول و فروع ارتفاقات

ہم نے جو اصول بیان کیے ہیں، ان کے تسلیم کرنے میں ارتفاقات کی صورتوں اور شناختوں کے باہمی ظاہری اختلاف مانع نہیں ہو سکتا کیونکہ اصولی طور پر سب کا اتحاد ہے مثلاً مُردوں کی بدبو کو دور کرنے اور ان کی برہنگی کے چھپانے پر سب کا اتفاق ہے۔ اس کے بعد ان اصولوں کو عملی شکل میں لانے کی مختلف صورتیں اختیار کی گئی ہیں مثلاً مُردے کی لاش کو ٹھکانے لگانے کے لیے کسی قوم نے دفن کرنا اختیار کر لیا کسی نے آگ میں جلانا ؛

مخالفین ارتفاقات کی حیثیت

نیز دو قسم کے انسان ان ارتفاقات کی مخالفت کر سکتے ہیں۔ ان کی مخالفت ان اصولوں کے تسلیم کرنے میں سدِ راہ نہیں ہو سکتی ؛

اوّل تو وہ ناسمجھ لوگ جو عقل و دانش کے اعتبار سے حیوانوں کے قریب ہیں سب لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کے مزاج ناقص اور عقلیں بگڑی ہوئی ہیں۔ ان لوگوں کی کم عقلی پر تمام دنیا اس بات ہی سے استدلال کرتی ہے کہ یہ ناسمجھ لوگ ان اصول ارتفاقات کے پابند نہیں ہیں ؛

دوسرے وہ لوگ ہیں جو جان بوجھ کر ان اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی ذہنیت کا تجزیہ کیا جائے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ یہ لوگ ارتفاقات کے تو قائل ہیں لیکن ان پر نفسانی خواہشیں غالب آجاتی ہیں جن کی وجہ سے وہ ان کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور اس طرح خود اپنے مجرم ہونے کی شہادت دیتے ہیں مثلاً ایک طرف تو وہ دوسروں کی بہن اور بیٹی سے بدکاری کرتے ہیں۔ لیکن کوئی دوسرا ان کی بہن اور بیٹی سے اسی فعل بدکار ارتکاب کر بیٹھے تو وہ غیظ و غضب کے مارے آپے سے باہر ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ کسی نے ان کے ساتھ وہی سلوک کیا ہے جو وہ خود دوسروں سے کرتے ہیں۔ یہ لوگ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ کام شہری زندگی

Marfat.com

مخلۃ بانتظام المدینۃ لکن یعمیہم الھوی وکذلک الکلام فی السرقۃ والغصب وغیرھما انتھی

رفائدہ[۱] قال الامام ولی اللہ فی حجۃ اللہ البالغۃ ولا ینبغی ان یظن انّھم (الامم من بنی آدم) اتفقوا علی ذلک من غیر شیئ بمنزلہ الاتفاق علی ان تتغذی بطعام واحد اھل المشارق والمغارب کلھم وھل سفسطۃ اشد من ذلک؟ بل الفطرۃ السلیمۃ حاکمۃ بان الناس لم یتفقوا علیھا مع اختلاف امزجتھم وتباعد بلدانھم ونشئتہ مذاھبھم وادیانھم الا لمناسبۃ فطریۃ منشعبۃ من الصورۃ النوعیۃ فی امزجۃ الافراد

رفصل) ولوان انسانا نشأ بیابانیۃ نائیۃ عن البلدان ولم یتعلم من احد رسما کان لہ لاجرم حاجات من الجوع والعطش والغلمۃ واشتاق لامحالۃ الی امرأۃ ولابد عند صحۃ مزاجھما ان یتولد بینھما اولاد وینضم اھل ابیات وینشأ بینھم معاملات فینتظم الارتفاق الاول عن اخرہ ثم اتاکثر والابدّ ان یکون فیھم اھل اخلاق فاضلۃ تقع فیھم وقائع توجب سائر الارتفاقات واللہ اعلم انتھی

---

[۱] جلد دوم ص ۱۰۵

Marfat.com

سے نظام میں خلل انداز ہیں لیکن خواہشات نفسانی ان کو اندھا کر دیتی ہیں چوری چکاری اور غصب وغیرہ کو بھی اسی پر قیاس کر لینا چاہیے ؛

فائدہ نوزدہم ۱۹ — حضرت حکیم الہند امام ولی اللہ دہلوی حجۃ اللہ البالغۃ میں فرماتے ہیں کہ :-

ارتفاقات پر اصولی اتحاد کیوں ہے ؟

یہ خیال غلط ہے کہ تمام اقوام عالم نے اصولی ارتفاقات پر یونہی اتفاق کر لیا ہے یہ تو ایسا ہی ہے جیسے مشرق اور مغرب کے لوگ ایک کھانے پر اتفاق کر لیں کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی غلط استدلال ہو سکتا ہے ؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ طرز سلیمہ یہ فیصلہ کرتی ہے کہ تمام اقوام نے ان اصول وارتفاقات پر اپنے مزاجوں کے اختلاف بستیوں کی ذہنی اور مذاہب اور ادیان کے مختلف ہونے کے باوجود جو اتفاق کیا ہے تو یہ اس مناسبت فطری کے باعث ہے جو تمام افراد کے مزاجوں میں صورت نوعیہ کی طرف سے آئی ہے ؛

فصل

اگر کوئی انسان کسی دور دراز بیابان میں پرورش پائے اور کسی سے کوئی رسم نہ بھی سیکھے تو بھی اسے بھوک ، پیاس اور جذبہ جنسی کا احساس ضرور ہوگا اور اسے بیوی کی حاجت ہوگی ، اگر ان دونوں کی سمت مزاجی قائم ہے تو لامحالہ ان سے اولاد بھی ہوگی پھر کئے بڑھ کر خاندان کے خاندان آپس میں ملکر رہیں گے تو ان میں معاملات بھی ہوں گے ۔ اس طرح ارتفاق اول کی منزل ابتداء سے پوری ہو جائے گی پھر اگر ان کی آبادی اور بڑھی تو لازماً ان میں اہل اخلاق فاضلہ پیدا ہوں گے اور ایسے واقعات یقیناً پیش آئیں گے کہ ارتفاقات کی سب منزلیں یکے بعد دیگرے طے ہو جائیں ؛

Marfat.com

فائدہ ۲۰ قال الامام ولی اللہ فی حجۃ اللہ البالغۃ[1]

واعلم انہ اذا اجتمع عشرۃ آلاف انسان مثلاً فی بلدۃ فالسیاسیۃ المدبرۃ تبحث عن مکاسبہم فانہم ان کانوا کثرہم مکتسبین بالصناعات وسیاسۃ البلدۃ والقلیل منہم مکتسبین بالرعی والزراعۃ فسد حالہم فی الدنیا۔

وان تکسبوا بعصارۃ الخمر وصناعۃ الاصنام کان ترغیبا للناس فی استعمالہا علی الوجہ الذی شاع بینہم فکان سببا لہلاکہم فی الدین۔

فان وزعت المکاسب واصحابہا علی الوجہ المعروف الذی تعطیہ الحکمۃ وقبض علی ایدی المکتسبین بالاکساب القبیحۃ صلح حالہم۔

وکذلک من مفاسد المدن ان ترغب عظماءہم فی دقائق الحلی واللباس والبناء والمطاعم وتمہید النساء ونحو ذلک زیادۃ علی ما تعطیہ الامر نفقات الضروریۃ التی لابد للناس منہا واجتمع علیہا تدبیرہم وتحیلہم فیکتسب الناس بالتصرف فی الامور الطبیعۃ لتتأتی منہا شہواتہم فینصب قوم الی تعلیم الجواری للغناء والرقص والحرکات

[1] جلد دوم صـ ۱۰۵

فائدہ بستم ۲۰

حجۃ اللہ فی الارض امام ولی اللہ دہلویؒ حجۃ اللہ البالغۃ میں فرماتے ہیں کہ:-

شہری زندگی کی تباہی کے اسباب

(۱) پیشوں کی غلط تقسیم

واضح رہے کہ جب کسی شہر میں باشندوں کی تعداد مثلاً دس ہزار ہو جائے تو سیاستِ مدینہ ان کے پیشوں سے بحث شروع کر دیتی ہے، کیونکہ اگر اس آبادی کا بیشتر حصہ صنعت و حرفت اور نوکری چاکری میں لگ جائے اور مویشی کی پرورش اور زراعت میں مشغول لوگوں کی تعداد کم رہ جائے، تو اس سوسائٹی کی دنیاوی حالت تباہ ہو جائے گی۔ اگر لوگ شراب کشی اور بت سازی کا پیشہ اختیار کر لیں تو لوگ خواہ مخواہ ان کا استعمال شروع کر دیں گے اور یہ امر ان کی دینی زندگی کی بربادی کا موجب ہوگا پس اگر پیشے اور پیشہ ور لوگ حکمت کے مطابق تقسیم کر دیے جائیں اور پیشہ وروں کو قبیح پیشوں سے روک دیا جائے، تو سوسائٹی کی حالت اچھی ہو جائے گی۔

(۲) عیش پسندی کی ترویج

ایسے ہی شہروں کی بربادی کے اسباب میں سے یہ ہے کہ بڑے بڑے لوگ ارتفاقات ضروریہ سے آگے بڑھ کر جن پر تمام دنیا کی اقوام کا اتفاق ہو چکا ہے، عمدہ زیورات نفیس لباس شاندار عمارات، لذیذ طعام اور عورتوں کے حسن و غنج کے پیچھے پڑ جائیں گے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ وہی پیشے اختیار کر لیں گے جو اُمراء کی خواہشیں پوری کر سکیں۔ مثلاً لوگ دوشیزہ لڑکیوں کو ناچ گانے کی تعلیم دینے لگیں گے اور بعض انہیں بدن کی ایسی حرکات سکھانے لگیں گے۔ جن کے دیکھنے سے دیکھنے والے کو لطف و لذت محسوس ہو، بعض لوگ

المتناسبة اللذيذة واخرون الى الايوان المطربة فى
الثياب وتصوير صور الحيوانات والاشجار العجيبة والتخاليط
الغريبة فيها واخرون الى الصناعات البديعة فى الذهب والجواهر
الرفيعة واخرون الى الابنية الشامخة وتخطيطها و
تصويرها فاذا اقبل جم غفير منهم الى هذه
الاكساب اهملوا امثالها من الزراعات والتجارات واذا
اتفق عقلاء المدينة فيها الاموال اهملوا امثالها من
مصالح المدينة وجر ذلك الى التضييق على القائمين
بالاكساب الضرورية كالزراع والتجار والصناع
وتضاعفت الضرائب عليهم وذلك ضرر بها فاذا
المدينة يتعدى من عضو منها الى عضو حتى يعم
الكل ويتجارى فيها لسم يتجارى الكلب فى بدن المكلوب
وهذا اشد ضررهم فى الدنيا واما تضررهم بحسب
الخروج الى الكمال الاخروى فغنى عن البيان وكان
هذا المرض قد استولى على مدن العجم فشفت الله
فى قلب نبيه صلى الله عليه وسلم ان يبدأ فى هذا المرض
بقطع مادته فنظر رسول الله صلى الله عليه وسلم

Marfat.com

کپڑوں کے رنگنے اور ان پر حیوانات اور مناظر طبعی کی تصویریں بنانے اور عجیب و غریب نقاشی کرنے میں تخصیص پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ بعض لوگ سونے چاندی اور بیش قیمت جواہرات کی صنعتیں اختیار کرلیں گے۔ بعض لوگ بلند اور شاندار مکانات، کوٹھیاں اور محلات تعمیر کرنے کا پیشہ اختیار کرلیں گے۔ اور بعض ان میں طرح طرح کی نقاشی میں کمال پیدا کرلیں گے ؛

ان کے نتائج جب سوسائٹی کا بیشتر حصہ ان پیشوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، تو زراعت اور تجارت کے بنیادی پیشے یونہی رہ جاتے ہیں۔ اور جب شہر کے بڑے بڑے لوگ اپنا مال و دولت ان عیاشیوں میں صرف کرنے لگتے ہیں تو سوسائٹی کی اصلی ضرورتیں رہ جاتی ہیں۔ اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ ضروری اور بنیادی پیشوں مثلاً زراعت، تجارت اور صناعت میں مصروف ہوتے ہیں، وہ تنگ حال ہو جاتے ہیں اور ان پر ٹیکسوں کی بھرمار ہو جاتی ہے ؛

شہر کو جو یہ بیماری لگتی ہے تو اس کا اثر اس کے تمام اعضا تک پہنچ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سارا شہر بیمار پڑ جاتا ہے اور یہ مرض اس کے بدن میں اس طرح پھیل جاتا ہے جس طرح کتے کے کاٹے کے مریض میں کتے کا زہر۔

یہ تو دنیاوی نقصان کا بیان تھا۔ باقی رہا وہ نقصان جو انسان کو اخروی کمال حاصل نہ ہونے سے پہنچتا ہے۔ تو وہ ناقابل بیان ہے ؛

ایران کی مثال عجمی شہروں میں یہی مرض پھیل چکا تھا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دل میں ڈالا کہ اس کا مادہ کاٹ پھینکنے سے کرے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کو غور سے دیکھا جن میں یہ خرابیاں پائی جا سکتی ہیں یا جو ان خرابیوں کے پیدا ہونے کا سبب بن سکتی ہیں مثلاً گانے والی لڑکیاں

الی مظان غالبیۃ لھذہ الاشیاء کالقینات والحریر والقسی وبیع الذھب بالذھب متقاضلا لاجل الصیاغات اوطبقات اصنافہ ونحو ذلک فنھی عنھا۔

رفائدہ ۲۱[1] قال الامام ولی اللہ فی حجۃ اللہ البالغۃ اعلم ان العجم والروم لما توارثوا الخلافۃ قرونا کثیرۃ و خاضوا فی لذۃ الدنیا ولسوا الدار الاخرۃ واستحوذ علیھم الشیطان تعمقوا فی مرافق المعیشۃ وتباھوا بھا وورد علیھم حکماء الافاق یستنبطون لھم دقائق المعاش و مرافقہ فمائر الوا یعملون بھا ویزید بعضھم علی بعض ویتباھون بھا حتی قیل انھم کادوا یعیرون من کان یلبس من صنادیدھم منطقۃً او تاجًا قیمتھا دون مأۃ الف درھم اولا یکون لہ قصر شامخ و آبزن وحمام وبساتین ولا یکون لہ دواب فارھۃ وغلمان حسان ولا یکون لہ توسّع فی المطاعم وتجمل فی الملابس

---

[1] جلد اوّل ص۱۰۵

ریشم سونے کے زیورات یا برتن اور کھوٹا سونا زیادہ مقدار میں دے کر کھرا سونا خریدنا تاکہ صاف کر کے اعلیٰ درجے کا سونا حاصل کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سب باتیں منع فرما دیں۔

فائدہ بست و یکم ۲۱

حضرت امام ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ "حجۃ اللہ البالغہ" میں فرماتے ہیں کہ:۔

ایرانی سوسائٹی کی بربادی کے اسباب پر ایک تفصیلی نظر

واضح رہے کہ جب ایرانیوں اور رومیوں کو اپنی بین الاقوامی حکومت چلاتے صدیاں گزر گئیں اور دنیوی تعیش کو انہوں نے اپنی زندگی کا اصل بنا لیا اور یہ بھلا بیٹھے کہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر کسی اعلیٰ طاقت کے آگے اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے اور ان پر ان کے شیطانی نفس غالب آ گئے، تو انہوں نے یہ وطیرہ اختیار کر لیا کہ عیش پرستی میں گہری سے گہری باتیں سوچیں اور پھر عیاشی کی زندگی پر تراشیں چنانچہ زبردست کے عقلمند حکماء ان کے درباروں میں آنے جانے لگے جو ان کے لیے عیاشی کی زندگی بسر کرنے کے نہایت پرتکلف طریقے ایجاد کرتے تھے وہ ایسا ہی کرتا رہا اور ایک مدبر کے بعد دوسرا مدبر اسی سعی لاحاصل کو تقویت دیتا رہا اپنی عیاشیوں اور عیش پرستیوں پر فخر کرتے رہے یہاں تک کہ ان امراء اور سرمایہ داروں کا یہ حال ہو گیا کہ جس کسی کے پاس ایک لاکھ درہم سے کم مالیت کا پٹکا یا ٹوپی ہوتی تھی، اسے بخیلی کا عار دلایا جاتا تھا۔ ایسے ہی انہوں نے عالیشان سر بفلک محل، آرائش اور حمام بے نظیر باغیں باغ، سواری کے نمائشی جانور، خوبصورت غلام اور حسین باندیاں اپنی زندگی کے لیے لازم قرار دے لیں اور زندگی کی ضرورت اصلی اسے ہی سمجھ لیا کہ صبح و شام عیش و نشاط کی محفلیں ہوں جن میں طرح طرح کے کھانے وسیع دسترخوانوں پر چنے ہوں اور خود لباس فاخرہ

Marfat.com

وذکر ذلک یطول وما تراہ من ملوک بلادک یغنیک عن
حکایاتھم
(فصل) فدخل کل ذلک فی اصول معاشھم وصار لا
یخرج من قلوبھم الا ان تمزع وتولد من ذلک داء عضال
دخل فی جمیع اعضاء المدینۃ وانۃ عظیمۃ لم یبق منھم
احد من اسواقھم ورستاقھم وغنیھم وفقیرھم الا قد
استولت علیہ واخذت تلابیبہ واعجزتہ فی نفسہ
واھاجت علیہ غموما وھموما لا ارجاء لھا
وذلک ان تلک الاشیاء لم یتکن لتحصل الا بزوال اموال
خطیرۃ ولا تحصل تلک الاحوال الا بتضعیف الضرائب
علی الفلاحین والتجار واشباھھم والتضییق علیھم فان
امتنعوا قاتلوھم وعذبوھم وان اطاعوا جعلوھم
بمنزلۃ الحمیر والبقر یستعمل فی النضح والدیاس و
الحصاد ولا تقتنی الا لیستعان بھا فی الحاجات
ثم لا تترک ساعۃ من العناء حتی صار لا یرفعون رؤسھم
الی السعادۃ الاخرویۃ اصلا ولا یستطیعون ذلک ف

Marfat.com

اٹھارھویں صدی عیسوی میں دلّی کی حالت غرض ملوک ایران و روم کی داستان پارستان کہاں تک بیان کی جائے بہتم اپنے زمانے کے بادشاہان دہلی کی جو حالت دیکھتے ہو۔ وہی ان ملوک ایران و روم کی حالت کے قیاس کرنے کے لیے کافی ہے ؎

ان ملوک و امرا کی زندگی کے یہ طور طریقے رفتہ رفتہ عوام کے نظام معاشی کے اصل اصول بن گئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ سوسائٹی میں سے ان خرابیوں کا استیصال ناممکن ہو گیا اور اس لیے ایک صورت باقی رہ گئی کہ ممکن ہو تو یہ چیزیں لوگوں کے دلوں میں سے کھرچ کھرچ کر نکال ڈالی جائیں۔

بادشاہوں اور امیروں کی اس عیاشانہ زندگی سے سب سے خطرناک امراض پیدا ہو گئے جو حیات معاشری کے ہر شعبے میں داخل ہو گئے اور یہ حالت ایسی ہمہ گیر ہو گئی کہ وبا کی طرح ساری مملکت میں سرایت کر گئی۔ اس سے نہ بازاری بچا نہ دہاتی، نہ امیر محفوظ رہا نہ غریب، یہاں تک کہ ہر شخص اس کی رابیاں دیکھ کر مگر علاج نہ پا کر عاجز ہو گیا اور بے حد و نہایت مالی مشکلات میں مبتلا ہو گیا ؎

ٹیکسوں کی بھرمار اس ہمہ گیر اقتصادی مصیبت کا سبب یہ تھا کہ یہ سامان عیش و عشرت کثیر مال و دولت صرف کیے بغیر حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ اور مال خطیر کاشت کاروں اور تاجروں وغیرہ پر نئے ٹیکس لگانے اور پہلے سے لگے ہوئے ٹیکسوں کو بڑھانے کے سوا حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ پھر یہ ٹیکس لوگوں کو طرح طرح سے تنگ کر کے حاصل کیے جاتے تھے اور اگر وہ ٹیکس دینے سے انکار کرتے تو ان کے خلاف فوجی کارروائی کی جاتی اور گرفتار کر کے طرح طرح سے عذاب دیا جاتا تھا۔ اگر وہ کفایت شعاری کے ساتھ ٹیکس ادا کرتے رہتے تو ان سے ٹیکس وصول کرتے کرتے ان کو گدھوں اور بیلوں کے دستے پر پہنچا دیا جاتا جن سے آب پاشی، فصل کاٹنے اور گاہنے کا کام لیا جاتا ہے۔ اور انہیں صرف اس لیے زندہ رکھا جاتا ہے کہ ان سے کام لیا جاتا ہے ؎

عوام کی حالت اس تنگ حالی اور بے سروسامانی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ عوام

Marfat.com

وربما كان اقليم واسع ليس فيهم احد يهمّه دينه ولم يكن ليحصل ايضاً الا يقوم ينكصون بتهيئة تلك المطاعم والملابس والابنية وغيرها ويتركون اصول المكاسب التي عليها بناء نظام العالم وصار عامة من يطوف عليهم يتكلفون محاكاة الصناديد في هذه الاشياء والا لم يجد واعندهم خطوة ولا كانوا عندهم على بال وصار جمهور الناس عيالا على الخليفة يتكففون منه تارة على انهم من الغزاة والمرابطين للمدينة يترسمون برسومهم ولا يكون المقصود دفع الحاجة ولكن القيام بسيرة سلفهم وتارة على انهم شعراء جرت عادة الملوك بصلتهم وتارة على انهم زهاد وفقراء يقبح من الخليفة ان لا يتفقد حالهم فيضيق بعضهم بعضاً وتتوقف مكاسبهم على صحبة الملوك والرفق بهم

Marfat.com

ٹیکس ادا کرنے اور اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے کمانے کے سوا اور کوئی کام کر ہی نہیں سکتے چہ جائے کہ سعادتِ اُخروی کے متعلق کچھ سوچ سکیں اور نہ فرقہ رفتہ ان میں اس طرح فکر کرنے اور سوچنے کا مادہ ہی فنا ہو جاتا ہے کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ ملک بھر میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں رہتا کہ وہ مادی اسباب کے حصول سے اوپر نظر اٹھا کر غیر مادی کائنات کے اصولِ حیات کے مطابق بھی کوئی حرکت کر سکے ؛

انسانی معاشرت پر خطرناک اثر

اس فاسد نظامِ معاشی میں سامانِ معاشی جہاں مالِ خطیر کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا، وہاں اس کے حصول کے لیے یہ بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ بعض لوگوں کو ان عیاشیوں کے لئے طرح طرح کے کھانے اور عیاشی میں مدد دینے والی دوائیں تیار کرنے اور لباس فاخرہ ایجاد کرنے اور عالی شان محلات بنانے کے پیشے اختیار کرنے پڑتے ہیں جن کی وجہ سے وہ پیشے رو جاتے ہیں جس پر انسانی معاشرے کا مدار ہے ؛

یہ مصیبت صرف بادشاہوں اور امیروں ہی کے طبقہ میں بند نہیں رہ جاتی، بلکہ رفتہ رفتہ عوام بھی جن کا واسطہ ان امیروں سے پڑتا ہے، اپنے امیر آقاؤں کی ریس کرنے لگ جاتے ہیں، ورنہ انہیں ان آقاؤں کی نگاہوں میں عزت و احترام حاصل نہیں ہوتا۔ اور نہ ان کے درباروں میں قدر ہوتی ہے ؛

بے کاری کی مصیبت

اس طرح رفتہ رفتہ امیر و غریب سب لوگوں کا بار کفالت بادشاہوں پر آپڑتا ہے اور وہ ان سے روزی طلب کرتے ہیں مثلاً ایک طبقہ جنگ کیے بغیر جنگ جو باپ دادا کے نام سے وظیفہ خوری کرتا ہے دوسرا طبقہ مدتہا سے مملکت کے نام سے پرورش پانے لگتا ہے۔ حالانکہ وہ خود اس سلسلے میں کوئی کام نہیں کرتے صرف اپنے باپ دادا کے نام کو کھاتے ہیں، ایک گروہ بادشاہوں اور امیروں کی [illegible] خوانی کر کے ان کے خوان کرم سے زکوٰۃ ربائی کرتا ہے۔ کوئی صوفی اور فقیر بن کر دعا گوئی کے بہانے مالی استحصال کرتا ہے۔

Marfat.com

وحسن المحاورة معهم والتلطف منهم وكان ذلك هو الفن
الذى تتعمق افكارهم فيه وتضيع اوقاتهم معه فلما
كثرت هذه الاشتغال تشبث فى نفوس الناس
هباب خسيسة واعرض عن الاخلاق الصالحة وان
شئت ان تعرف حقيقة هذا المرض فانظر الى قوم
ليست فيهم الخلافة ولا هم متعمقون
فى لذائذ الاطعمة والالبسة تجد كل واحد
منهم بيده امره وليس عليه من الضرائب
الثقيلة ما يثقل ظهره فهم
يستطيعون التفرغ لامر الدين
والملة ثم تصور حالهم لو كان فيهم
الخلافة ولاؤها سخروا الرعية
وتسلطوا عليهم فلما عظمت هذه
المصيبة واشتد هذا المرض سخط عليهم
الله والملئكة المقربون وكان
رضاه تعالى فى معالجة هذا المرض بقطع
مادته فبعث نبيا امياً صلى الله عليه

پھر ایسے لوگوں کی تعداد بڑھنے لگتی ہے یہاں تک کہ ایک دوسرے کے لیے ننگ حالی کا موجب بن جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ کسب معاش کے بہترین مفید ذرائع کے بجائے ان لوگوں کا ذریعہ معاش امرا کی مصاحبت اور ندیمی، چرب زبانی اور چاپلوسی رہ جاتا ہے اور اہل فکر کے افکار انہی "فنون لطیفہ" میں دقیقہ سنجی کرنے میں وقف ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے اوقات عزیز انہی لغویات میں ضائع کرنے لگ جاتے ہیں۔

اخلاقی بربادی جب لوگ ہر وقت اس قسم کی لغو باتوں میں مشغول رہنے لگتے ہیں، تو ان کی ذہنیت خراب ہو جاتی ہے اور کمینہ خصلتیں ان کے نفوس میں جمع ہو جاتی ہیں اور وہ اخلاق فاضلہ سے عاری رہ جاتے ہیں۔

ایک مثال اس مرض کی حقیقت معلوم کرنی ہو تو اس قوم کی حالت پر غور کرو جس نے ابھی بین الاقوامی غلبہ حاصل نہیں کیا۔ یہ وہ قوم ہے جس کے افراد ابھی کھانے پینے اور کپڑے لتے کے تکلفات میں نہیں پڑے۔ ایسی قوم کا ہر فرد خود مختارانہ زندگی بسر کرتا ہے وہ کمرشل سرکاری ٹیکسوں کے بوجھ سے آزاد ہے۔ ایسے لوگ دینی اور ملی امور پر غور کرنے کے لیے کافی فرصت پاتے ہیں۔ اس کے بعد اس قوم کی حالت پر غور کرو جب اس میں بین الاقوامی سیاسی مرکزیت پیدا ہو جائے۔ اب وہ رعیت کو غلام بنا لیتے ہیں اور اس پر پورا پورا تسلط جما لیتے ہیں۔

عیاشانہ زندگی کا انجام : انقلاب غرض جب ایران اور روم کی سوسائٹی اس حالت کو پہنچ گئی اور انسانیت ملا کی مسلمیت بڑھتے بڑھتے حد سے گزر گئی اور مرض لاعلاج ہو گیا تو حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے ناراضی کا اظہار کیا اور مقرب فرشتوں نے بھی اسے ملعون قرار دیا۔ اب حکمت خداوندی کا تقاضا یہ ہوا کہ اس مرض کے علاج کا واحد طریق یہ ہے کہ مادہ ہی کاٹ کر نکال پھینکا جائے۔ اس مہم کو سر کرنے کے لیے اس ان پڑھ

Marfat.com

وسلم لم یخالط الحجم والروم ولم یتزیّ بزیھم وجعلہ میزانا یعرف بہ الھدی الصالح المرضی عند اللہ من غیر المرضی وانطقہ بذم عادات الاعاجم وقبح الاستغراق فی الحیوۃ الدنیا والاطمینان بھا وبغض فی قلبہ ان یحرم علیھم رؤس ما اعتادہ الاعاجم وتیاھوا بھا کلبس الحریر والقسی والارجوان واستعمال اوانی الذھب والفضۃ وحلی الذھب غیر المقطع والثیاب المصنوعۃ فیھا الصور وتزویق البیوت وغیر ذلک و تفنی بزوال دولتھم بزوال دولتہ وریاستھم بریاستہ وبانہ ھلک کسری فلا کسری بعدہ وھلک قیصر فلا قیصر یعدہ

فائدہ ۲۲ :- قال الامام ولی اللہ فی التفہیمات[1] واعلم ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجتمعت فیہ خصلتان احداھما النبوۃ والثانیۃ سعادۃ قریش بسببہ فالنبوۃ حتمت کل الاصناف والاحمر والاسود ستویان فیما یرجع الی الغیب الذی ھو من باب النبوۃ ولذلک لما اقتضت المصلحۃ الکلیۃ عمومات سلطنۃ الترک الھم ھم التزین بزی الاسلام

---

[1] جلد اول صـ ۲۰۳

نبی کو مبعوث فرمایا جو کبھی ایرانیوں یا رومیوں کے ساتھ مل جل کر نہیں رہا تھا اور نہ جس نے کبھی ان کے رسم و رواج اختیار کیے تھے چنانچہ اسے اپنے نزدیک عادات صالحہ وغیر صالحہ کی جانچ کا معیار بنایا اور اس کی زبان سے ایرانیوں وغیرہ کی عادات کا ذکر کیا کی زندگی میں انہماک اور اس پر اطمینان سے بیٹھ رہنے کی سخت مذمت کرائی۔ اور ایرانیوں کی رسم و رواج کے اصول کو جن پر وہ فخر کرتے تھے حرام قرار دیا مثلاً ابریشم خالص اور ملوان ریشمی وغیرہ کے کپڑے پہننا، سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا۔ ان گھڑ سونے کے زیورات بنانا، تصویروں والے کپڑے بنانا اور مکانوں کو نقاشی سے سجانا وغیرہ نیز حکمتِ الٰہی نے فیصلہ کیا کہ اس نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کے ذریعے سے ان کے نظام کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس کی اقوام کی لیڈر شپ کے ذریعے سے ان کی بین الاقوامی لیڈر شپ مٹا دی جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نہ کسریٰ رہا۔ نہ قیصر اور ان کے ساتھ کسرویت اور قیصریت کا بت بھی ٹوٹ گیا۔

فائدہ ۲۱: حجۃ الاسلام امام ولی اللہ دہلویؒ "تفہیمات" میں فرماتے ہیں کہ:۔ واضح رہے کہ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں دو خصوصیتیں جمع ہو گئی ہیں۔ (۱) نبوت اور (۲) آپ کے سبب سے قریش کی سعادت۔

آپ کی نبوت (مع تمہیدات کے) جملہ اصناف پر مشتمل ہے اور آپ کے فیض نبوت سے سب سرخرو سیاہ و سپید فائدہ اٹھاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب حکمت الٰہی کی مصلحت عملی کا تقاضا ہوا کہ ترکوں کی سلطنت عام طور پر پھیل جائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توجہ اسلام قبول کرنے کی طرف پھیر دی۔

واما سعادۃ قریش فبسببھا کانت خلافتھم الی زمان طویل
والذی اعتقدہ انہ ان اتفق غلبۃ الھنود مثلا علی اقلیم ھندوستان
غلبۃ مستقرۃ عامۃ وجب فی حکمۃ اللہ ان یلھم رؤساءھم التدین بدین
الاسلام کما الھم الترک وذلک منشعب من عموم نبوتہ والعقاد کونہ
صاحب ملۃ وللنبی صلی اللہ علیہ وسلم تارات فتارۃ یتکلم
من جھۃ نبوتہ وتارۃ یتکلم من جھۃ کونہ منشأ سعادۃ قریش اھ

قال العبد الضعیف: ابراھیم واسمٰعیل علیھما السلام دعا
ربھما عند بناء الکعبۃ الشاعامۃ مسلمۃ من اولادھما ولا ویعث نبی
یعلمھم الدین ثانیا ففی سورۃ البقرۃ آذ یرفع ابراھیم القواعد من
البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ○ ربنا
واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا
وتب علینا انک انت التواب الرحیم ○ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم
یتلوا علیھم اٰیاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک
انت العزیز الحکیم ○ قلت: فالامۃ المسلمۃ من ذریۃ ابراھیم
واسمٰعیل لیست الا قریش۔

قال الامام ولی اللہ فی باب اصلاح الجاھلیۃ فی حجۃ اللہ البالغہ
"وکان بنو اسمٰعیل توارثوا ملۃ ابراھیم واسمٰعیل فکانوا

باقی رہی قریش کی سعادت تو اُن کی طویل حکومت کی وجہ یہی سعادت تھی میرا وجدان گواہی دیتا ہے کہ اگر کسی سیاسی انقلاب کا تقاضا یہ ہُوا کہ ہند کے ہندو مستقل عمومی حکومت پیدا کریں تو یقیناً قانون الٰہی کا یہ فیصلہ ہوگا کہ ہندو لیڈر اسلام قبول کرلیں جیسے ترکوں نے قبول کرلیا تھا۔ کیونکہ جناب نبی اکرم صلعم کی نبوت کی عمومیت اور آپ کے صاحب ملت ہونے سے یہی بات پیدا ہوتی ہے ؛

حضرت نبی اکرم صلعم کے کلام کے ایک سے زیادہ پہلو ہیں کبھی تو آپ نبی ہونے کی حیثیت سے کلام فرماتے ہیں کبھی اس حقیقت سے کہ آپ قریش کی سعادت کا ذریعہ ہیں ؛

یادداشت ۱- حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے کعبہ کی بنیادیں رکھتے وقت دعا کی تھی کہ ان کی اولاد سے پہلے تو ایک امت مسلمہ پیدا کی جائے پھر ان میں ایک نبی پیدا کیا جائے جو ان کو قانون الٰہی اور دین سکھائے چنانچہ سورۃ البقر کے الفاظ یہ ہیں کہ :-

واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم ○

(جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے تو انہوں نے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہماری طرف سے اسے قبول فرما۔ تو سننے والا اور جاننے والا ہے اے پروردگار! ہم دونوں کو اپنا مطیع اور فرمانبردار رکھ۔ اور ہماری نسل سے ایک امت مسلمہ پیدا کر ہمیں مناسک سکھا ہم پر رحمت کے ساتھ رجوع فرما۔ تو تواب اور رحیم ہے نیز اے ہمارے پروردگار اس امت مسلمہ میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو تیرے احکام ان کو پڑھ کر سنائے انہیں قانون اور حکمت سکھائے اور ان کو پاک کرے تو یقیناً عزت اور حکمت دینے والا ہے)

ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی ذریت سے قریش کے سوا اور کوئی امت پیدا نہیں ہوئی حضرت امام ولی اللہ دہلوی حجۃ اللہ البالغہ کے باب اصلاح الجاہلیہ میں فرماتے ہیں کہ بنی اسمٰعیل کو اپنے

Marfat.com

علی تلك الشریعة الی ان وجد عمرو بن لحی فادخل فیها اشیاء دیرانه الکاسد فضلّ واضل وشرع عبادة الاوثان وسیب السوائب ویحر البحائر فهنالك بطل الدین واختلط الصحیح بالفاسد حتی غلب علیهم الجهل والشرك والکفر تبعث الله سبحانه محمدًا صلی الله علیه وآله وسلّم مقیما لحوجهم وصلحا لعادهم قلت فالنبی صلی الله علیه وسلّم کان مبعوثا الی قریش اولًا وبواسطتهم الی الناس عامة"

قال الامام ولی الله فی کتاب الحجاج من حجة الله البالغة ان الاولین من المهاجرین والانصار کانوا اسلموا وخول قریش ومن حولهم فی الاسلام ثم فتح الله علی ایدی هؤلاء العراق والشام ثم فتح الله علی ایدی هؤلاء الفرس والروم ثم قیض الله علی ایدی هؤلاء الهند والترك والسودان"

فائدہ ۲۳ :- قال الامام ولی الله فی البدور البازغة کثر الضرر والفساد فی الارض من وجهین اختیار الناس الارتفاق الذی لا یناسبهم بحسب طباعهم اما لاستحسان له سابق واما لاستنکاف من ترك الارتفاق الذی اختاره اباءه واقرانه ولقد برق علینا برق من العنایة الازلیة

جدامجد حضرت اسمٰعیلؑ کا طریقہ ورثے میں پہنچا۔ وہ اس شریعت پر عمل کرتے رہے تا آنکہ عمرو بن لحی پیدا ہوا جس نے اس میں بہت سی باتیں اپنی غلط رائے سے داخل کر دیں چنانچہ وہ خود بھی گمراہ ہوا اور اس نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا، یہ وہ شخص ہے جس نے بت پرستی کرنے، بتوں کے نام پر جانور چھوڑنے، اونٹنی کے بچے کا بحیرہ کرنے کی رسمیں ایجاد کیں جن سے وہ دین ضائع ہو گیا صحیح تعلیم میں غلط تعلیم مل گئی اور رفتہ رفتہ بنی اسمٰعیل پر جہالت، شرک اور کفر کا غلبہ ہو گیا۔ اب خدا تعالیٰ نے بنی اسمٰعیل کی کجیوں کو سیدھا کرنے اور ان کے فساد کی اصلاح کرنے کے لیے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا"۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سب سے پہلے تو قریش کے لیے ہوئی۔ اور ان کے واسطے سے ساری نوع انسان کے لیے ہوئی چنانچہ حضرت امام ولی اللہ دہلوی رح "حجۃ اللہ البالغہ" کی کتاب الجہاد میں فرماتے ہیں کہ:۔

"مہاجرین اور انصار کا پہلا طبقہ قریش اور ان کے ارد گرد کے قبائل کے قبول اسلام کا موجب بنا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں عراق اور شام فتح کرایا پھر ان عراقیوں اور شامیوں کے ہاتھوں فارس اور روم کی شہنشاہیتیں زیر ہوئیں اور ان کی مدد سے ہند، ترکستان اور علاقہ سوڈان فتح ہوا"۔ (مولانا عبیداللہ سندھی)

فائدہ ۲۳: حضرت امام ولی اللہ دہلوی حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ:۔

کسی ملک میں زیادہ تر شر اور خرابی پیدا ہو جانے کے دو سبب ہوتے ہیں:۔

(۱) ایک تو یہ کہ لوگ ایسا ارتفاق اختیار کر لیتے ہیں جو ان کی طبیعتوں کے موافق نہیں ہوتا لیکن وہ اختیار یوں کر لیتے ہیں کہ یا تو وہ عوام میں بہت پسندیدہ خیال کیا جاتا ہے یا اس ارتفاق میں پھنسے رہتے ہیں کہ ان کے باپ دادا نے اسے اختیار کیا تھا۔ اور اب یہ اس لئے اسے ترک نہیں کر سکتے کہ سوسائٹی ان کے ترک کرنے پر ناک بھوں چڑھاتی ہے۔

المتمثلة فی الارتفاق الثانی بالفارسیۃ "اہل خاندان قدیم زبان کاران اند
در آنہا شومی ہست" فلم نعرف تاویله حتی اظهر علینا الامر بیان
کل امرئ مالم یجد ارتفاقه الذی یناسب طباعه لم یطمئن
والثانی اشراك الناس فی الارتفاق الثانی قبل ان یتم الارتفاق
المتقدم وذلك مثل سعیهم فی تحصیل الجاه قبل ان
یتم الارتفاق المنزلی او صیرورتهم عیالا علی الخلیفة
وترکهم الارتفاق الاکتسابی انتهی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی عنایت ازلی کی طرف سے جو اجتماع انسانی کے ارتفاق دوم کی شکل میں متمثل ہوتی ہے تم پر فارسی زبان میں ایک الہام ہوا جس کے الفاظ یہ ہیں :۔
اہلِ خاندان قدیم زیاں کارانند و در آنہا شومی ہست" (قدیم خاندانوں والے گھاٹے میں ہیں۔ ان میں بدبختی ہے) اس الہام کی حقیقت ہم پر اس وقت تک نہ کھلی جب تک ہم پر یہ واضح نہ ہوا کہ جب تک کوئی شخص ایسا ارتفاق اختیار نہ کرے جو اس کی طبیعت کے موافق ہو۔ اس وقت تک وہ اطمینان قلب نہیں پا سکتا۔
(۲) دوسرا سبب یہ ہے کہ لوگ ارتفاقات کی ایک منزل پوری کیے بغیر دوسری منزل کے ارتفاقات شروع کر لیتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص ارتفاقِ منزلی تو پورا نہ کرے اور سوسائٹی میں جاہ و مرتبہ حاصل کرنے کے پیچھے لگ جائے یا ارتفاقِ اکتسابی اختیار کر کے بیت المال پر بوجھ بن جائے۔"

Marfat.com

قرآن حکیم

کی

حکیمانہ انقلابی تفسیر کا بے نظیر سلسلہ

آج دنیا ایک عظیم الشان عالمگیر انقلاب کے دروازے پر کھڑی ہے۔ سرمایہ دار اور سرمایہ شکن طاقتوں کے دو متقابل کیمپ بن چکے ہیں۔ نادار اور زردار ایک دوسرے سے نبرد آزما ہیں۔ اس مسئلے کو انقلابی طریق سے حل کیا جا رہا ہے جس میں اجتماعیت اور جنگ لازم و ملزوم ہیں۔ آج صرف اس مسئلے کے صحیح حل پر انسانی سوسائٹی کا امن اور انسانیت کی ترقی موقوف ہے۔

اس بارے میں قرآنِ حکیم کیا کہتا ہے؟ وہ سرمایہ داری اور سرمایہ شکنی میں کیا فیصلہ کرتا ہے؟ رجعت پسندی اور انقلاب میں سے کس کا ساتھ دیتا ہے؟ وہ جنگ اور امن کے متعلق کیا ہدایت دیتا ہے؟ وہ انسانیت کے دوسرے تقاضوں کے متعلق کیا کہتا ہے؟ وہ ملت پرستی کو انسانیت کا جزو قرار دیتا ہے تو اس کے تقاضے کس طرح پورے کرتا ہے؟

ان سب باتوں کا پورا اور تشفی بخش جواب فقط امام الحکمۃ امام ولی اللہ دہلویؒ کے فلسفے میں مل سکتا ہے۔ جنہوں نے قرآن و سنت کا گہرا مطالعہ کر کے صحیح اصول وضع کئے۔ ان اصول کو امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے زمانہ حال کی انقلابی ضرورتوں کے پیش نظر گہری نگاہ سے مطالعہ کیا اور انہیں قرآن حکیم کی تفسیر میں استعمال کر کے دکھایا کہ قرآن آج کے مسئلوں کے متعلق کیا کہتا ہے اور اس کی تعلیمات کے مطابق یہ مسئلے کس طرح حل ہو سکتے ہیں۔ وہ قرآن کی تعلیم کو انقلابی ثابت کرتے ہیں۔ اس لئے پاکستان کے نوجوانوں کے لئے اس سلسلۂ تفسیر کا مطالعہ اشد ضروری ہے۔ اگر نوجوان مسلم انقلاب کا دور حاضر میں ایک ترقی کن جماعت

Marfat.com

بن کر سیاسیات و اقتصادیات عالم کی رہنمائی کرنا چاہتے ہیں تو اس سلسلۂ تفسیر کا مطالعہ ان کے لئے ناگزیر ہے۔ صرف یہی ایک سلسلۂ تفسیر ہے۔ جو زمانۂ حال کے تمام سوالوں کا صحیح جواب پیش کرتا ہے جس کے مطالعے سے طبیعتوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اور قرآن کی عظیم الشان حکمت واضح ہوتی ہے ؛

اس سلسلے میں اب تک مندرجہ ذیل سورتوں کی تفسیریں انقلابی ساتھ رنگ میں شائع ہو چکی ہیں :-

۱- قرآنی دستورِ انقلاب : یعنی سورۂ مزمل اور سورۂ مدثر کی تفسیر ۳۲۵ روپے

۲- قرآنی جنگِ انقلاب : یعنی سورۂ محمد (قتال) کی تفسیر ۱۵ روپے

۳- قرآنی عنوانِ انقلاب : یعنی سورۂ فتح کی تفسیر ۲۶۲۵ روپے

۴- قرآنی اصولِ انقلاب : یعنی سورۂ عصر کی تفسیر ۰۰ ۶۵۰ روپے

۵- قرآنی فکرِ انقلاب : یعنی سورۂ اخلاص اور معوذتین کی تفسیر ۰۰ ۶۷۵ روپے

۶- قرآنی اساسِ انقلاب : یعنی سورۂ فاتحہ کی تفسیر ۲۶۰۰ روپے

ناشران :- ادارہ حکمتِ اسلامیہ ۴- اردو بازار لاہور ۲

نوٹ کا پتہ ادارہ حکمتِ اسلامیہ - ۴ - اردو بازار - لاہور ۲

Marfat.com

ادارۂ حکمتِ اسلامیہ کی دیگر مطبوعات

اجتماعی دور کے مسائل اور ان کا حل فلسفہ امام ولی اللہ دہلوی کی روشنی میں

از محمد مقبول عالم بی اے لاہور

اٹھارہویں صدی عیسوی سے "تاریخ عالم میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا جس نے بے شمار اقتصادی، عمرانی، سیاسی اور اخلاقی مسائل کو جنم دیا۔ اس صدی کے سر پر سلطان اورنگ زیب عالمگیر کی وفات سے چار سال پہلے ۱۷۰۳ء میں دہلی میں اسلام کا وہ بطل جلیل پیدا ہوا جس نے دنیا کو وہ فلسفہ دیا جس کی اس زمانے کو ضرورت ہے۔ اور جو خیر القرون کے اصولوں پر مبنی ہے۔ وہ حجۃ الاسلام امام ولی اللہ دہلوی ہیں۔ ان مسائل اور ان کے حل کا مختصر تعارف اس کتابچے میں پیش کیا گیا ہے ——— قیمت ۲۵ پیسے

مختصر تعارف حالات و فلسفہ امام ولی اللہ دہلوی (بزبان انگریزی)

از شیخ بشیر احمد بی اے لودیانوی

حجۃ الاسلام امام ولی اللہ دہلوی (۱۷۰۳ - ۱۷۶۲ء) برصغیر پاک و ہند کے عظیم مفکر ہیں۔ آپ نے اس صنعتی اجتماعی دور کے شروع میں پیدا ہو کر وہ فکر و فلسفہ دیا۔ اور وہ انقلابی کارنامہ انجام دیا جس کی لہریں نہ صرف یہ عظیم پاک و ہند میں پھیلیں اور انہوں نے سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد مسلمانوں کے اندر غلبۂ اسلام کے لئے ایک عام بیداری پیدا کر دی بلکہ دنیا کی تاریخ کے دھارے کا رخ بدل کر رکھ دیا۔ اور آئندہ بھی ان کے اثرات کئی صدیوں تک جاری رہیں گے۔ اس کتابچے میں امام صاحب کی زندگی کے حالات اور ان کے فکر و فلسفہ پر ایک مختصر تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔ قیمت ۲۵ پیسے

ملنے کا پتہ: ادارہ حکمت اسلامیہ ۴۰ اردو بازار۔ لاہور ۲

Marfat.com

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (سورۃ بنی اسرائیل)

قریب ہے کہ کھڑا کردے تیرا رب تجھے مقامِ محمود میں

265

ع الٰہی عاقبت محمود گرداں

الحمد للہ والمنۃ۔ کہ رسالہ

مَحْمُوْدِیَّہ

جس میں لسان اللہ، حکیم الامت" امام ولی اللہ دہلوی کے ارشادات و
اور انقلابیت کی تعیین خود ان کی تصنیفات وغیرہ سے کی گئی ہے

از

امامِ انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

مع اردو ترجمہ مسمّٰی بہ

عَبِیْدِیَّہ

از شیخ بشیر احمد بی۔ اے، لودیانوی

ادارۂ حکمتِ اسلامیہ ۴۔ اردو بازار، لاہور

بارِ دوم ۱۰۰۰ سے شائع ہوا قیمت:۔ دو روپے پچاس پیسے

Marfat.com